B.A Part II Urdu (Hon) Urdu bahar   Dr. Shahnajara
Deptt of Urdu.
Dr. L.K.V.D. college

(1)

آل احمد سرور کا ادبی سرمایہ

اردو تنقید پر پروفیسر آل احمد سرور کا یہ بڑا احسان ہے کہ آج سے کوئی پچاس سال پہلے جب تنقید میں دلچسپی لینے والوں کی گنتی بڑے نام کی تھی اپنے دلکش تنقیدی مضامین سے انہوں نے تنقید کا ذوق عام کیا اور ایک خشک مضمون کو خاص و عام میں مقبول بنا دیا۔ ان کے تنقیدی مضامین نے نئی نسل کو اپنے ادبی سرمائے کی طرف متوجہ کیا اور اس سے لطف ہونے کا ہنر سکھایا۔ انہیں بجا طور پر موجودہ دور کا سب سے بڑا نقاد تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کی خصوصیات ہے مصنف مزاجی اور غیر جانب داری کہ ساتھ کسی فن پارے کے پرکھنے کو ہی ادبی تنقید کہتے ہیں۔ گروہ بندی اور ذاتی فائدہ و نقصان کی پیمان گنجائش نہیں۔ سرور صاحب کی تنقید اس عیب سے پاک ہے۔ لطف یہ ہے کہ سرور صاحب ایک ساتھ ہی انصاف پسند ہیں

جنہوں نے سرور صاحب کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ کلیم الدین احمد
سرور صاحب کے بارے میں اس رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ "معلوم
نہیں کیوں سرور صاحب کچھ مجذوب لائے ہوئے ہیں۔ شاید انہیں احساس
کمتری کیا ہے کہ ہم ابھی تک کوئی مفصل کتاب کیوں نہیں لکھی۔۔۔ وہ
وہ دستر خوان کی مکھی ہیں شہد کی مکھی نہیں۔" جب اردو تنقید میں
کلیم الدین کا مقام متعین کرنے کا وقت آتا ہے تو سرور صاحب
انصاف کا ترازو سنبھال لیتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ "کلیم الدین احمد
ہمارے چوٹی کے نقادوں میں سے ہیں۔ میں انہیں بہت اہم
نقاد بھی نہیں تنقید کا ایک بہت اچھا معلم بھی سمجھتا ہوں
نقاد کا کام صرف بت گری ہی نہیں بت شکنی بھی ہے اور کلیم الدین
احمد نے بہت سے بت توڑے ہیں"

ادب سے وفاداری:۔ تنقید کی بنیادی شرط ہے۔ ادب وعظ و نصیحت
بن جائے یا فلسفہ و پیغام بن جائے مگر ادب نہ رہے

تو بیہودہ کس کام کا۔ جو تحریر ادب نہ ہے ادبی
شعور اسے پرکھنے کی زحمت کیوں کرے؟ ادب کو پرکھنے کی
پہلی کسوٹی ادب ہے۔ ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ کا یہ قول سرور صاحب
نے شعور جگہ دہرایا ہے۔ اور اس سے مکمل اتفاق کیا ہے۔ ایک
جگہ لکھتے ہیں کہ "میں پہلے ادب میں ادبیت دیکھتا ہوں بعد میں
کچھ اور۔ تو یہ جانتا ہوں کہ ادب میں جان زندگی سے ایک گہرے اور استوار
تعلق سے آتی ہے۔ میں ادب کا مقصد نہ ذہنی عیاشی سمجھتا ہوں نہ
اشتراکیت کا پرچار۔"

ادب اور زندگی کے گہرے رشتے کی اہمیت کا سرور صاحب
کو اعتراف ہے۔ ادب میں نظریے کی ضرورت کے بھی وہ قائل ہیں
مگر وہ اس بات کے خلاف ہیں کہ نظریہ بت بن جائے اور اس کی پرستش ہونے
لگے تو اس کا توڑنا ضروری ہے۔ لکھتے ہیں کہ "ادب اور سیاسی
مذہبی، اخلاقی موضوعات سے مدد لیتا ہے۔ لیتا رہا۔ مگر یہ

مذہب کا خادم ہے نہ سیاست کا نقیب نہ اخلاق کا نائب

ادب ہرجائی ہے اور اسکا ہرجائی پن ہی اسکی دولت ہے
یہ معلومات نہیں تاثرات عطا کرتا ہے۔ یہ علم نہیں عرفان دیتا ہے
یہ نظریہ نہیں نظر بخشتا ہے۔
زندگی کے ساتھ ساتھ ادب بھی بدلتا رہتا ہے۔ اور اس کا خیر مقدم
ضروری ہے سرور صاحب نے بدلتے ہوئے رجحانات کا ہمیشہ ہمدردی
کے ساتھ مطالعہ کیا انکی حوصلہ افزائی کی بلکہ رہنمائی بھی کی۔
مثلاً انقلاب روس کے نتیجے میں ترقی پسند تحریک کے آغاز
کو خوش آمدید بھی کیا اور جب ترقی پسندی کا شکار ہوئی تو
تحریک کو شائستگی کی نظر سے بھی دیکھا۔ فن کار کی انفرادیت
و آزادی کی وکالت کی اور شعر و ادب کے جمالیاتی پہلو کی اہمیت
جتائی۔

ادب کی جمالیاتی قدریں

پروفیسر صاحب کو ہمیشہ سے حسن عزیز

(5)

ہی میں ان کا ماننا ہے کہ ادب۔ ادب ہونے کے معیار کو ملحوظ رکھے ورنہ عام سی دکھتا ہو تو یہ اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ انہوں نے ایک جگہ فرمایا کہ فکر سے فن کو آب و تاب ملتی ہے مطلب یہ کہ منشور و ضابطے ادب کی افادیت اور مقصدیت سے انکار نہیں کرتے مگر اس کی جمالیاتی قدروں سے دست بردار ہونے کو آمادہ نہیں ہے فرماتے ہیں

”فن اس معنی میں افادی نہیں ہے۔ جن معنوں میں منبر افادی ہے فن حسن کاری کرتے مسرت اور مسرت کے ساتھ بصیرت عطا کرتا ہے۔ صرف فکر کی روشنی سے فن کی محفل میں چراغ نہیں جل جاتے۔ فن یہاں ایک فانوس ہے جو شمع کی روشنی کو حسین اور دل پذیر بناتا ہے“ —

Shahnazira